www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ڈاکٹر نصیر احمد اختر

فقہ واجتہاد

عشری اور خراجی زمین کا ضابطہ

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں زراعت کو بہت اہمیت حاصل تھی بلکہ زراعت معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی تھی۔ اس دور میں نہ تو صنعت و حرفت اور تجارتی مراکز کا وہ عالم تھا جو آج ہے۔ اور حکومتی بجٹ عشر و خراج، فیئ، غنیمت اور معدودے چند تجارتی محاصل سے مکمل کیا جاتا تھا۔ عمومی معیشت کا دارومدار زراعت پر تھا۔ بعض فقہاء نے تو زراعت کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔(۱)

اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے

"اطلبوا الرزق فی خبایا الأرض"(۲) زمین کی تہہ میں رزق تلاش کرو

رسول اللہ ﷺ نے زراعت کو نفع بخش عظیم مال قرار دیا۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے سوال ہوا "أي المال أفضل" "زیادہ بہتر کون سا مال ہے؟" تو ارشاد فرمایا

"عقار ما در غیثه وأصلحه صاحبه وأتی حقه یو م حصاده"(۳)

"وہ زمین جس سے غلہ حاصل ہو، اس کا مالک اسے قابل کاشت رکھے اور غلہ کے حصول پر اس کا فریضہ ادا کرے"

اسلام میں زراعت کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ حدیث اور فقہ کی کوئی کتاب نہیں جس میں زراعت پر بحث نہ ہو۔ اس کی تعریف، کاشت کاری کا طریقہ کار، زراعت کی ترقی اور زمینوں کے معاملات کا ذکر ملتا ہے۔ بعض فقہاء نے تو زراعت پر مستقل تصانیف تالیف فرمائی جیسا کہ ابن خزیمہ کی کتاب کا تذکرہ ملتا ہے۔ اسی طرح قاضی بدر الدین ابن جماعہ کی کتاب "تنقیح المناظرة علی تصحیح المخابرة" کا مخطوطہ دستیاب ہے۔

فقہی علمی سرمایہ میں بڑی شرح وبسط سے زراعت پر لکھا گیا ہے۔ اسی علمی سرمایہ سے اراضی کے عشری اور خراجی ہونے کا ایک ضابطہ پیش کیا جارہا ہے۔ جس سے عشر وخراج کا نظام ایک مربوط بندوبست میں لیا جاسکتا ہے اور اس کی عملی تنفیذ بھی بہت آسان ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حفاظتِ ملکیت

اسلام انفرادی ملکیت کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ ہر لحاظ و طریقہ سے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کرتا ہے۔ اسلام نے انفرادی ملکیت کی دو طریقوں سے حفاظت کی ہے :

۱۔ وعظ و نصیحت ۲۔ حکومت و سلطنت

قرآن و سنت میں اس بات کی بارہا تلقین کی گئی ہے کہ کوئی کسی دوسرے کی ملکیت میں ناجائز و باطل طریقہ سے دخل اندازی نہ کرے، کوئی دوسرے پر ظلم نہ کرے۔ ظالم کے لیے عذابِ آخرت کی وعید ہے۔ قرآن کریم کا حکم ہے :

﴿لَا تَأْكُلُوْٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (۴)

''باطل طریقہ سے ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ''

دوسری آیت میں یوں ارشاد ہے :

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾ (۵)

''یتیموں کا مال ظلماً کھانے والے اپنے پیٹوں میں آگ داخل کرتے ہیں اور جلد ہی جہنم میں داخل ہوں گے''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

''من اقتطع شبرا من الارض ظلما طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع الارضين'' (۶)

''ایک بالشت ناحق زمین حاصل کرنے والے کے گلے میں اللہ تعالیٰ روز قیامت ساتوں زمینوں کا طوق پہنائے گا''

دوسری حدیث میں یوں ارشاد فرمایا کہ

''لعن رسول الله ﷺ من يسرق المنار'' (۷)

''رسول اللہ ﷺ نے زمین کی حدبندی بدلنے والے پر لعنت بھیجی ہے''

جہاں اسلام نے وعظ و نصیحت سے ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی سے منع کیا ہے، ساتھ ساتھ تنفیذ حدود سے بزورِ حکومت ظلم کے امکانات کا قلع قمع کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے کس قدر چوری کی سزا پر زور دیا ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب اسامہ بن زیدؓ نے فاطمہ مخزومیہ کی سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور حضرت اسامہ کو ڈانٹ کر کہا : أتشفع في حد

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

من حدود الله ؟ کیا تم حدود اللہ کے الغاء کی سفارش کرنے لگے ہو۔ اور پھر رسول اللہ ﷺ نے سب کو جمع کر کے خطبہ ارشاد فرمایا کہ سابقہ امتوں کی تباہی و بربادی کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے تنفیذِ حدود میں لوگوں کی گروہ بندی کر لی، کسی بڑے نے چوری کی تو اسے چھوڑ دیا اور اگر کسی غریب و کمزور نے چوری کی تو حد نافذ کر دی۔ بخدا اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کر لے تو میں محمد (ﷺ) اس کا ہاتھ بھی کاٹوں گا۔ (۸)

اسلام نہ صرف دوسرے کی ملکیت پر ظلم و زیادتی کو روکتا ہے بلکہ یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی دوسرے کی ملکیت کی طرف نظرِ بد یا حسد سے دیکھے۔ ارشادِ خداوندی ہے :

"لا تتمنوا ما فضل الله به بعضكم على بعض" (۹)

"مت آرزو کرو اس کی جو اللہ نے تم میں سے ایک دوسرے کو زیادہ دیا ہے"

ارضِ عشر

اسلامی حکومت کے باشندے دو حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں :

☆ وہ باشندے جنہوں نے اسلام قبول کر لیا یعنی مسلم افراد

☆ وہ باشندے جنہوں نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن امن و امان سے رہنے کا حکومت سے معاہدہ کر لیا...... اہل الذمہ

اسلام میں ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک فرد انفرادی ملکیت کا مالک بن سکتا ہے۔ عشری زمین وہ ہو گی جس کا مالک مسلم امہ کا فرد ہو یعنی جو رقبہ مسلمان کی انفرادی ملکیت ہو گا، اس سے حاصل شدہ غلہ میں سے حکومت کو عشر یا نصفُ العشر ملے گا۔

یہ تعریف ایسی جامع اور مانع ہے کہ اس کی تنفیذ سے بندوبست میں کوئی الجھن یا رکاوٹ نہ ہو گی بلکہ مالک کی صفت (کفر و اسلام) دیکھ کر زمین کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اگر مالک مسلمان ہے تو عشر وصول کیا جائے گا بصورتِ دیگر خراج۔ اور جونہی زمین کی ملکیت اہل الذمہ یا حکومت کو منتقل ہو گی، اس کا رنگ بھی بدل جائے گا، اسی طرح اگر نقل ملکیت کے اصول کے مطابق کسی اہل الذمہ یا حکومت کی مملوکہ زمین مسلمان کی انفرادی ملکیت ہو جائے تو وظیفہ خراج سے عشر میں تبدیل ہو جائے گا۔

مالک کی صفت (کفر و اسلام) کو عشر و خراج کے تعین میں ضابطہ قرار دینا مناسب ترین ہے۔ صحابہ و تابعین کے اقوال و تعامل کو سامنے رکھنے سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ ان کے اذہان میں بھی یہی ضابطہ تھا، البتہ چونکہ تدوین کا زمانہ نہ تھا، اس لیے با ضابطہ عشری زمین کی تعریف ابن قدامہ المقدسی نے کی ہے :

"ما هو مملوك لأهل الإسلام لا خراج عليه" (۱۰)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"جو اہل اسلام کی انفرادی ملکیت ہو، اس پر خراج نہیں ہے"

بعد ازاں اس تعریف کو ابن رجب حنبلی نے بھی اپنایا ہے، فرماتے ہیں :

"ما لها مالك معين من المسلمين فهذه لا خراج عليه"(۱۱)

"جو مسلمانوں کی انفرادی مملوکہ زمین ہو، اس پر خراج نہیں ہے"

قیاس بھی اسی کا متقاضی ہے۔ چونکہ سب فقہاء کا اس مسئلہ پر اتفاق واجماع ہے کہ جب ایک مسلمان تجارتی مال لے کر چونگی ناکہ پر سے گزرے تو اس سے ربع العشر **1/40** بطور زکوٰۃ وصول کیا جائے گا اور اگر وہی مال اہل الذمہ کا فرد خرید کر تجارتی مقاصد سے چونگی ناکہ پر سے گزرے تو اس سے دوگنا یعنی نصف العشر **1/20** بطور چونگی وصول کیا جائے گا اور اگر پھر یہی مال دوبارہ مسلمان کی ملکیت بن جائے تو زکوٰۃ ربع العشر **1/40** ہو جائے گی، جیسا کہ اہل الذمہ کی ملکیت میں آنے سے قبل تھا۔ (۱۲)

مذکورہ صورت میں ایک ہی مال مسلمان فرد کی ملکیت ہے تو محصول ربع العشر ہے اور جب وہی مال اہل الذمہ کی ملکیت بنا تو محصول ربع العشر سے نصف العشر میں تبدیل ہو گیا۔ مالک کی صفت (کفر واسلام) کی وجہ سے محصول میں تبدیلی ہو گئی ہے لہٰذا جب اموالِ منقولہ میں محصول کے تقرر میں مالک کی صفت (کفر واسلام) کو حد فاصل قرار دیا گیا ہے تو زمینوں کے محصول کے تقرر میں یہی صفت کیونکر ضابطہ و قاعدہ نہیں بن سکتی ؟

خراجی زمین

یہ وہ زمین ہے جس کا مالک غیر مسلم ہے اور اسلامی سلطنت کی حدود میں رہتا ہے۔ ایسے لوگ زمین سے اپنی سالانہ آمدنی میں سے خراج (ٹیکس) ادا کرتے ہیں۔ (۱۳)

خراج اس ٹیکس کو کہا جاتا ہے جسے حکمران نے اہل الذمہ پر نافذ کر رکھا ہو اور وہ سالانہ حکومت وقت کو ادا کرتے ہوں (۱۴)

اصطلاح

شرعی اصطلاح میں خراج اس محصول کو کہا جاتا ہے جو مسلمان حکمران نے قابل کاشت خراجی زمینوں پر مقرر کیا ہو۔ امام ابویعلی الفراء نے خراج کی یہ تعریف کی ہے :

"ما وضع على رقاب الارضيين من حقوق تؤدى عنها"(۱۵)

"وہ قابل ادا حقوق جو زمین کی اصلیت پر مقرر کیے گئے ہوں"

معاصر علماء میں سے ڈاکٹر احمد شبلی نے خراج کی تعریف یوں کی ہے :

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"ما يوضع من الضرائب على الأرض أو على محصولاتها"[16]

"زمین یا اس کی پیداوار پر جو ٹیکس لگایا جائے وہ خراج ہے"

ڈاکٹر عبدالعزیز النعیم اور عبدالکریم الخطیب نے مزید وضاحت کرتے ہوئے یوں تعریف کی ہے :

"ما يفرض على الأرض التى فتحها المسلمون عنوة أو صلحا"[17]

"جنگ یا صلح کی صورت میں مسلمانوں نے مفتوحہ علاقوں کی زمینوں پر جو ٹیکس مقرر کیا ہو"

یہ تعریف جامع ومانع ہے کیونکہ خراجی زمینیں یا تو عنوۃ (جنگ کر کے) حاصل ہوتی ہیں یا اہل الذمہ صلح کر کے اسلامی حکومت کے زیر اہتمام زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور خراج عنوی اور خراج صلحی دونوں اشکال کو یہ تعریف شامل ہے۔

خراجی زمین

خراجی زمین چونکہ عشری کے مقابل ہے تو جب عشری زمین مسلمان کی انفرادی ملکیت ہو گی، تو خراجی زمین جو مسلمان کی انفرادی ملکیت نہ ہو بلکہ حکومت یا اہل الذمہ کی ملکیت خراجی زمین ہو گی۔ اس میں جو حکومت کی ملکیت ہے وہ تو مالک کی صفت (کفر واسلام) بدلنے سے متاثر نہ ہو گی کیونکہ یہ انفرادی ملکیت نہ ہے کہ مالک کی صفت بدلنے سے متاثر ہو، یہ تو حکومت کی ملکیت ہے۔ مسلمان کاشت کرے یا اہل الذمہ دونوں ہی حکومت کو خراج ادا کریں گے۔ ہاں اہل الذمہ کی ملکیت زمین اگر وہ مسلمان ہو جائے تو خراجی سے عشری میں تبدیل ہو جائے گی۔

وہ اہل الذمہ جن سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ ملکیت زمین اہل الذمہ کی رہے گی، آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہی وقوع پذیر تھی جیسا کہ ہجر وبحرین کی زمینیں تھیں۔ تو وہاں پر یہی نظام رائج ونافذ العمل تھا کہ کاشتکار مالک اگر ملت کفر پر ہے تو خراج وصول کیا جاتا اور اگر مسلمان ہو جاتا تو عشر وصول کیا جاتا جیسا کہ علاء بن حضرمی کا بیان ہے کہ میں بحرین وصولی کے لیے جاتا، جو زمین بھائیوں کے درمیان مشترک ہوتی، اس سے مسلمان سے عشر اور غیر مسلم سے خراج وصول کرتا[18]

البتہ "خراجِ عنوی" وہ علاقہ جو بعد از جنگ فتح ہو کر مسلمانوں کی حکومت میں شامل ہوا ہو اور اس زمین کی ملکیت حکومتِ وقت نے اپنی قرار دی ہو، اس زمین سے حاصل شدہ محصول بھی خراج کہلاتا ہے اور یہ زمین بھی ارضِ خراج ہے۔

مذکورہ قسم خلافتِ راشدہ یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت میں فتح عراق پر سامنے آتی ہے۔ جب یہ علاقہ فتح ہوا اور حضرت عمرؓ نے اس علاقہ کی جملہ اراضی کو سلطنت کے لیے خاص کر دیا یعنی یہ علاقہ مصالح المسلمین کے پیش نظر بیت المال کے لیے وقف کر دیا۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فقہی واصطلاحی تعریف بھی اس دور میں نہیں ملتی، البتہ امام ابو حنیفہ نے خراجی زمین کی تعریف یہ کی ہے : ''إذا كان يبلغها ماء أنهار الخراج فهي أرض الخراج وليست بأرض عشر'' (۱۹) ''خراجی زمین وہ ہے جسے خراجی نہر سے سیراب کیا جائے''

یہ ابتدائی تعریف ہے...... کئی ایک وجوہ سے یہ تعریف جامع ومانع نہیں۔

(ا) اس تعریف میں پانی کو خراج و عشر کی اساس قرار دیا گیا ہے جب کہ خراجی پانی سے عشری زمین سیراب ہو سکتی ہے اور وہاں سے خراج کی بجائے عشر ہی وصول ہو گا جیسا کہ ارضِ بصرہ ہے۔ صحابہ کا اجماع ہے کہ ارضِ بصرہ عشری ہے (۲۰)

(ب) اگر پانی کو خراج و عشر کی اصل قرار دیا جائے تو پیداوار نہ ہو تب بھی عشر و خراج وصول ہونا چاہیے کیونکہ پانی تو استعمال ہوا ہے جب کہ کوئی بھی اس کا قائل نہ ہے (۲۱)

(ج) خراجی و عشری پانی کی تقسیم صرف مسلمان کے لیے ہے جب کہ ذمی ہر حال میں خراج ہی ادا کرے گا خواہ خراجی پانی سے کھیتی سیراب کرے یا عشری سے۔ امام سرخسی فرماتے ہیں :

''إن الخراج واجب على الذمي ولا يعتبر الماء'' (۲۲)

''ذمی سے خراج کی وصولی ہو گی، پانی کا کوئی اعتبار نہ ہے''

امام ابن العابدین فرماتے ہیں :

''الأرض المغنومة إذا قسمت بين الغانمين فإنها عشرية وإن سيقت بماء الخراج'' (۲۳)

''غنیمت میں حاصل شدہ اراضی اگر غانمین میں تقسیم کر دی جائیں تو یہ عشری ہے اگرچہ ماء خراجی سے ہی سیراب ہوں''

(د) خود امام ابو حنیفہ کا اپنا قول بھی متعارض ہے، ارشاد فرماتے ہیں، کہ اگر مستامن (امان دیا ہوا شخص عشری زمین خرید لے تو وہ خراجی بن جائے گی۔ (۲۴)

ان مذکورہ وجوہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عشر و خراج کے تقرر میں پانی کی کوئی حیثیت نہ ہے بلکہ مالک کی صفت (کفر و اسلام) کو دیکھا جائے گا جیسا کہ خود امام ابو حنیفہؒ نے مستامن کی خریداری کی صورت میں کہا ہے کہ مالک چونکہ کافر ہے زمین عشری نہ رہی بلکہ خراجی بن گئی۔

تو گویا خراجی زمینوں کی دو اقسام ہیں : ایک جو اہل الذمہ کی ملکیت ہو، دوسری جو حکومت کی ملکیت ہو۔ مزید وضاحت کے لیے چند مشہور فقہاء کے اقوال نقل کیے جاتے ہیں :

شریک بن عبداللہ کا فرمان ہے :

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"إنما أرض الخراج ما كان صلحا على خراج يؤدونه إلى المسلمين"(۲۵)

"خراجی زمین صرف وہ ہے جہاں خراج کی ادائیگی پر صلح ہو جو وہ مسلمانوں کو ادا کریں"

اور یہ بات واضح ہے کہ ارض الصلح کی ملکیت یا تو اہل الذمہ کی ہوتی ہے اگر شرائط صلح میں یہ ہو کہ زمین ان کی ملکیت رہے گی، وگرنہ حکومت کی ملکیت ہوتی ہے، مسلمانوں کی انفرادی ملکیت نہیں ہوتی۔ لہٰذا مذکورہ دونوں صورتوں میں ارض الصلح ارضِ خراج ہی ہوگی۔

امام مالک بن انسؒ نے بھی ارضِ خراج کی دو اقسام بیان کی ہیں :

(الف) "كل أرض افتتحها اهل الإسلام بصلح فهذا فيئ لأن المسلمين لم يكن لهم أن يقتسموها وأهلها على ما صولحوا عليه"

"وہ علاقہ جو اہل الاسلام نے صلحاً فتح کر لیا وہ مال فیئ ہے اور مسلمان اسے آپس میں تقسیم نہیں کر سکتے، وہ اہل الذمہ جن شرائط پر صلح کریں وہ انہیں حاصل ہوں گی۔"

شرائط صلح میں زمین کی ملکیت اہل الذمہ کی رہے یا حکومت اسلامیہ کی، دونوں صورتوں میں یہ ارض الخراج ہی رہے گی۔

(ب) "كل أرض افتتحوها عنوة فتركت ولم تقسم ولو أرادوا أن يقسموها لقسموها فتركوا لأهل الإسلام"(۲۶)

"وہ علاقہ جو مسلمانوں نے عنوۃ فتح کیا اور اسے تقسیم نہ کیا، اگر تقسیم کرنا چاہتے تو تقسیم کر سکتے تھے لیکن انہوں نے مسلمانوں کے لیے وقف چھوڑ دیا"

عنوۃً مفتوح علاقہ درحقیقت مالِ غنیمت ہوتا ہے جو کہ غانمین میں بعد از خمس قابل تقسیم ہوتا ہے اگر حاکم وقت تقسیم کر دے تو جو حصہ جس کو ملے گا، وہ اس کی ملکیت ہوگا اور اگر تقسیم نہ کرے تو اس کی ملکیت بھی اجتماعی ملکیت ہوگی اور یہ بھی ارض الخراج ہی ہوگی۔

قاضی امام ابو یوسفؒ نے بھی ان مذکورہ دونوں اقسام کو ارضِ خراج شمار کیا ہے(۲۷)

امام شافعی نے بھی ملکیت کو ہی عشر و خراج کے تعین میں اصولی ضابطہ قرار دیا ہے، فرماتے ہیں :

"أيما أرض فتحت صلحا على أن أرضها لأهلها ويؤدون عنها الخراج فليس لأحد أخذها من أيدى أهلها وعليهم فيها الخراج"(۲۸)

"جو علاقہ صلحاً فتح ہو اور من جملہ شرائط یہ ہو کہ زمین ان کی ملکیت رہے گی اور وہ خراج ادا کریں گے، تو کوئی بھی ان کی ملکیت کا الغاء نہیں کر سکتا، وہ صرف خراج ہی ادا کریں گے"

البتہ عنوۃً فتح شدہ علاقہ امام شافعیؒ کے نزدیک مالِ غنیمت ہے جو کہ مجاہدین کا حق ہے اگر مجاہدین

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عام مسلمانوں کے حق میں وقف کر دیں، اور امام وقت اہل الذمہ کو کاشت کے لیے دے دیں تو حاصل شدہ رقم خراج (ٹیکس) ہے اور اگر مسلمانوں کو کاشت کاری کے لیے دے دیں تو حاصل شدہ رقم کرایہ ہے۔[(۲۹)]

ان مذکورہ اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہاء کے ہاں بھی خراج کے تعین میں ملکیت کا خیال رکھا جاتا تھا...... اگر مالک کافر اہل الذمہ ہو یا حکومت وقت تو ارضِ خراج ہے اور اگر مالک مسلمان فرد ہو تو ارضِ عشر ہے۔

حوالہ جات

(۱) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، للجزائری، عبد الرحمٰن، ص ۱۳ ج ۳ ......(۲) رواہ ابو یعلی والطبرانی فی الاوسط، وفیہ ہشام بن عبد اللہ بن عکرمۃ، ضعفہ ابن حبان (مجمع الزوائد، ۴ر ۶۳) مجمع الزوائد و منبع الفوائد، الہیثمی، علی بن ابی بکر، ص ۶۱ ج ۴ ...... (۳) کتاب الخراج، القرشی، یحیٰی بن آدم، ص ۸۲ ...... (۴) القرآن الکریم، ۱۸۸ر ۲ ...... (۵) ایضاً ۱۰ر ۴ ...... (۶) مسند الامام احمد بن حنبل، ص ۳۲۴ ج ۳ ...... (۷) کتاب الخراج، القرشی، ص ۹۶ ...... (۸) الجامع الصحیح للبخاری، محمد بن اسماعیل، ص ۷۸ ج ۱۲ ...... (۹) القرآن الکریم، ۳۲ر ۴ ...... (۱۰) کتاب الکافی المقدسی، ابن قدامہ، ص ۳۲۴ ج ۴ ...... (۱۱) کتاب الاستخراج، ابن رجب حنبلی، ص ۱۱ ...... (۱۲) کتاب الخراج، ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، ص ۱۲۱ شرح فتح القدیر، ابن ہمام کمال الدین، ص ۱۹۰ ج ۲ ...... (۱۳) لسان العرب ابن منظور، محمد بن مکرم ص ۲۵۲ ج ۲ ...... (۱۴) ایضاً ...... (۱۵) الاحکام السلطانیہ، الفراء ابو یعلی، ص ۱۶۲ ...... (۱۶) السیاسۃ والاقتصاد فی التفکیر الاسلامی، الشبلی، احمد، ص ۲۲۸ ...... (۱۷) نظام الضرائب فی الاسلام، النعیم، عبد العزیز، ص ۳۸۹ ...... (۱۸) المسند، احمد بن حنبل، ص ۵۲ ج ۵ ...... (۱۹) کتاب الخراج، القرشی، ص ۲۵ ...... (۲۰) نصب الرایہ، الزیلعی، عبد اللہ بن یوسف، ص ۴۴۰ ج ۳ ...... (۲۱) بدائع الصنائع، الکاسانی علاء الدین ابو بکر، ص ۶۵ ج ۲ ...... (۲۲) البحر الرائق، ابن نجیم، ص ۲۵۷ ج ۲ ...... (۲۳) الشامی، ابن العابدین ص ۲۵۵ ج ۲ ...... (۲۴) السیر الکبیر، الشیبانی محمد بن الحسن، ص ۲۲۵۷ ج ۵ ...... (۲۵) کتاب الخراج، القرشی ص ۲۰ ...... (۲۶) المدونۃ الکبریٰ، مالک بن انس، ص ۳۸۷ ج ۱ ...... (۲۷) کتاب الخراج، ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، ص ۶۹ ...... (۲۸) کتاب الام، الشافعی، محمد بن ادریس، ص ۲۸۰ ج ۴ ...... (۲۹) المجموع شرح المہذب، النووی یحیٰی بن شرف الدین، ص ۴۵۳ ج ۵

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ